



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصلوة والسلام علیک یا رحمة للعالمین ﷺ

قبر پر لوبان اور اگر بتی جلانا کیسا؟

مصنف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل
ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

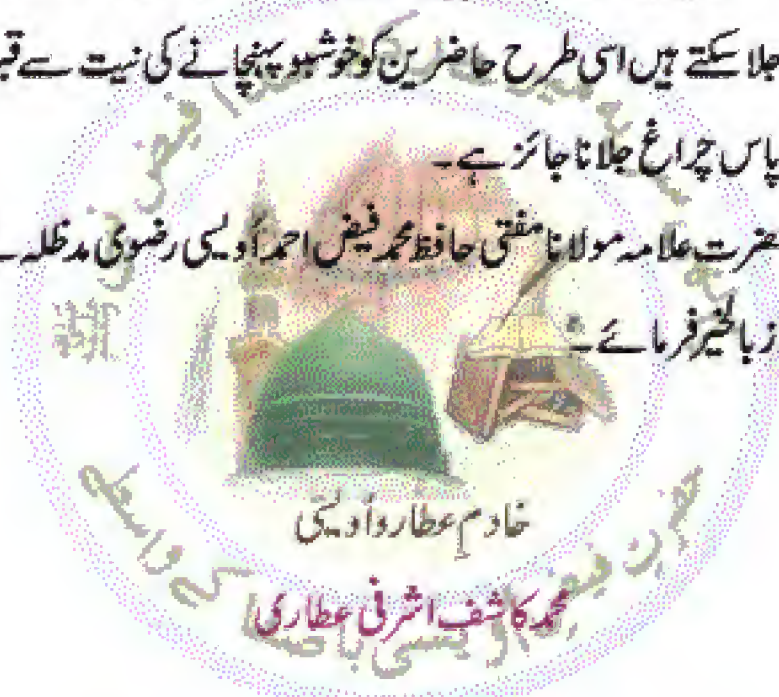
admin@faizahmedowaisi.com

مرضِ ناشر

قبر پر اگر بتی، لو بان وغیرہ جلانے کا شرعی حکم کیا ہے؟ عوام اس سے سمجھتے ہیں کہ ہم اہل مزار یا اہل قبور کو خوش کر رہے ہیں یا اس سے قبر والے کی بھلائی ہے۔

قبروں پر موم بتیاں اور اگر بتیاں نہیں جلا سکتے ہاں اگر تلاوت قرآن وغیرہ کرنا ہو تو ضرورتاً جالا حاصل کرنے کے لئے قبر سے ہٹ کر موم بتی جلا سکتے ہیں اسی طرح حاضرین کو خوشبو پہنچانے کی نیت سے قبر سے ہٹ کر اگر بتیاں جلا نا جائز ہے مگر مزاراتِ اولیاء کے پاس چراغ جلا نا جائز ہے۔

اس مسئلے کی وضاحت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ نے اس کتابچے میں خوب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر و راز بالآخر فرمائے۔



بزمِ فیضانِ اویسیہ

www.Faizahmedowaisi.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده الصلوة والسلام على من لا نبی بعده

اما بعد! ہمارے ہاں بعض خوش عقیدت حضرات بعض عوام کی قبروں پر اگر بتی اور لوہان وغیرہ سلگاتے ہیں اس سے سمجھتے ہیں کہ ہم اہل مزار و اہل قبور کو خوش کر رہے ہیں یا اس میں ان کی بھلائی ہے حالانکہ یہ فعل مکروہ ہے۔ ہاں ان کو خوش کرنے اور ان کی بھلائی کے دیگر بے شمار طریقے ہیں مثلاً ان کے لئے قرآن پڑھ کر ثواب بخشا و دیگر ایصالِ ثواب کے طریقے جو اہل سنت میں مشہور ہیں۔ ایسا عمل جو شرعاً مکروہ ہو اس سے اہل قبور کو خوشی اور راحت کے بجائے ناگواری ہوتی ہے جو فعل ناگوار ہو اس کا نہ کرنا بہتر ہے۔ فقیر اس رسالہ میں چند عبارات رسالہ کشف الستور سے نقل کر کے اور کچھ اپنے اضافہ سے مسئلہ کی توضیح کرتا ہے تاکہ اہل اسلام کا بھلا ہو اور اہل مزارات و اہل قبور کی ناگواری سے پرہیز نصیب ہو۔

مسئلہ مذکور کو سمجھنے کے لئے یہ چند امور ملاحظہ ہوں

- (۱) ہمارے نزدیک صاحبِ قبر اہل دنیا کے ہر عمل سے باخبر ہوتے ہیں۔ جو عمل انہیں فائدہ دیتا ہے اس پر اہل عمل کو دعا دیتے ہیں اور جو عمل انہیں ناگوار ہوتا ہے اس سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ہم نہیں سمجھ سکتے۔
- (۲) خواص یعنی انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم اور عوام کی قبور کے احکام جدا جدا ہیں۔ جو علمائے اہل سنت کی تصانیف میں ہر ایک کے احکام کی تفصیل موجود ہے۔
- (۳) خواص یعنی انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کے مزارات تو معظم و مکرم ہیں ہی کہ ان کی معمولی بے ادبی بھی سوء خاتمہ و عذابِ آخرت کا موجب ہے۔ عام قبور کی عظمت کے لئے بھی سخت تاکید وارد ہے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ احترامِ قبور میں لکھ دی ہے۔ چند احادیث یہاں ذکر کی جا رہی ہیں۔

احادیث مبارکہ در احترامِ قبور

(۱) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لان امشی علی جمرة او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی القبر۔

(ابن ماجہ شریف مطبوعہ فاروقی دہلی، صفحہ ۱۱۳، الترغیب والترہیب، صفحہ ۵۱۸)

یعنی میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں یہ مجھے بہ نسبت اس کے زیادہ پیارا ہے کہ قبر پر چلوں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باسناد حسن مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

لَا تَطْأُ عَلَى جَمْرَةٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَطْأُ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ۔ (التَّغْيِيبُ وَالتَّرْغِيبُ، صَفْحہ ۵۱۸)

یعنی مجھے انگارے پر چلنا قبرِ مسلم پر پاؤں رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

قاعدہ شرعیہ

جو احکام حضور ﷺ کسی امر کی طرف منسوب فرمائیں اس میں امت کے لئے شرعی اصول کا اظہار ہوتا ہے مثلاً یوں فرمایا کہ میں کسی قبر پر قدم رکھنا گوارا نہیں کرتا اور احتیاط اتنی کہ انگاروں پر قدم رکھ لوں لیکن کسی قبر پر قدم نہ رکھوں۔ اس میں امتی کو تنبیہ ہے کہ کسی قبر پر قدم نہ رکھنا، دوسری طرف اگر انگارے پڑے ہوں اس پر قدم رکھ لینا لیکن کسی قبر پر قدم رکھ کر اس کی بے حرمتی نہ کرنا۔

اس میں قبور کے احترام کی زبردست تاکید ہے۔ قطع نظر اس انتباہ کے حضور ﷺ کے جس قبر پر قد مین اطہر آجائیں تو ہزاروں جنتیں قربان کی جائیں وہ قبر تو روضۃ من ریاض الجنۃ ہو جائے لیکن آپ ﷺ نے امت کی تعلیم کے لئے ایسے فرمایا جیسے مذکور ہوا۔

(۳) عوام کی قبور کے لئے احکام اور ہیں انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام واولیاء کے احکام اور۔ اولیاء کے مزارات پر عوام کی قبور کا قیاس نہیں ہو سکتا کیونکہ اولیاء کرام بہ نصل قطعی ہے خوف و مامون ہیں۔ لہذا وہاں کوئی ظاہری بدقالی اثر انداز نہیں ہاں عوام قبور کے لئے بدقالی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَوَيْسِيْهِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۶۲)

فائدہ

جب ہر طرح خوف و حزن سے مامون و محفوظ ہیں تو ان کے لئے وہ تصور نہ ہوگا جو عوام کے لئے ان کی قبور میں خوف و حزن کا تصور ہے اس کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

اولیاء کرام کے مزارات پر روشنی چراغاں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کی عظمت و شان کا اعلان ہوگا کہ لوگ وہاں آئیں، استفادہ کریں، بے ادبی و بے ہودگی سے بچیں یہ وجہ وجہ جواز ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے مزارات اولیاء پر غلاف وغیرہ جائز قرار دیا۔

(۱) امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

وكره بعض الفقهاء وضع الستور والعمامة والثياب على قبور الصالحين والاولياء وقال في فتاوى الحجة وتكره الستور على القبور اه ، ولكن نحن نقول الان اذا قصد به التعظيم في عيون العامة حتى لا تحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلين الزائرين فهو جائز لان الاعمال بالنيات۔ (رد المحتار مطبوعہ کتاب الخضر والا باحد فی اللبس، جلد ۵، صفحہ ۳۱۹)

یعنی بعض فقہاء نے غلاف اور عمامہ اور کپڑوں کا صالحین اولیاء کے مزارات پر چڑھانا مکروہ رکھا۔ فتاویٰ حجتہ میں کہا کہ قبروں پر غلاف چڑھانا مکروہ ہے انتہی۔ لیکن ہم فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں اگر اس سے عوام کی نگاہوں میں تعظیم مقصود ہو اور زیارت کرنے والے غافلوں کو اس سے ادب و خشوع کے لئے ابھارا جائے تو جائز ہے۔ اس لئے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہاں زائرین کا ہجوم اور ذکر و تلاوت کی دھوم ہوتی ہے لہذا زائرین و ذاکرین کے سکون دماغ اور احترام قرآن پاک کے باعث جائز جیسے کہ سہولت زائرین و ذاکرین بلکہ آسانی راہ گیر کے سبب قبر پر چراغ روشن کرنے کی اجازت ہے۔

(۲) سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

ان النبي ﷺ دخل قبر الیلاذا سراج له سراج فاحخذ من قبله القبلة وقال رحمك الله ان كنت لا

واها تلاء للقران وکبر علیہ انبعاء۔ (ترمذی باب الدفن بائیل، جلد ۱، مشکوٰۃ باب الدفن، صفحہ ۱۲۲)

یعنی حضور اکرم ﷺ ایک رات ایک قبر میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے لئے چراغ روشن کیا گیا۔ حضور ﷺ نے میت کو قبلہ کی طرف سے لیا اور فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے تو بہت آہیں کرنے والا، قرآن پڑھنے والا تھا پھر آپ ﷺ نے دفن سے پہلے چار بار اللہ اکبر کہا۔

(۳) مجمع البحار میں ہے

وان ثم مسجدا او غيره ينتفع فيه التلاوة الذکر فلا باس باسراج فيه۔

(حاشیہ نسائی، باب السراج علی القبور، جلد ۱، صفحہ ۲۸)

یعنی اگر قبر کے پاس مسجد وغیرہ ہو کہ چراغ روشن کرنا تلاوت و ذکر کے لئے مفید ہو تو وہاں چراغ جلانے میں حرج نہیں۔



(۴) امام عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ حدیث ہدیہ شرح طریقہ محمدیہ، جلد ۲، صفحہ ۴۲۹ پر فرماتے ہیں

قال الوالد رحمه الله في شرح الدرر من مسائل متفرقة اخراج الشموع على القبور بدعة واتلاف مال كذا في البزازية اه وهذا كله اذا اخل من فائدة واما اذا كان موضع القبور مسجد او على طريق او هناك احد جالس او كان قبر على من الالياء او عالم من المحققين تعظيما لروحه المشرقة على تراب جسده كاشراق الشمس على الارض اعلاما للناس انه ولي ليت يركوا به ويدعوا الله تعالى عنده فيستجاب لهم فهو امر جائز لامتنع منه والاعمال بالنيات۔

یعنی حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ در درغر میں مسائل متفرقہ سے بیان فرمایا کہ قبروں کی طرف شخص شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے جب کہ بزاز یہ میں ہے یہ سب اس وقت ہے جب بالکل فائدہ سے خالی ہو اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سر راہ ہے یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا عالم محقق کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں۔ ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے جو اپنے بدن پاک کی خاک پر ایسی جلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تاکہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ کسی ولی اللہ کا مزار پاک ہے وہاں سے برکت حاصل کریں، خدا سے دعا کریں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ امر جائز ہے۔ اس سے اصلاً ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

(۵) حضرت شاہ عبدالحق محقق و محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر العادۃ کی عبارت در بارہ ممانعت چراغ نقل فرما کر اس پر تفریع فرمائی

www.Faizahmedowaisi.com

دور آخر زمان بحث اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشائخ و عظاما دیدہ چیز ہا افزووند از انجا ابہت شوکت اہل اسلام و ارباب صلاح پیدا آید خصوصا در دیار ہندوستان کہ اعداء دین از ہنود و کفار بسیار اند و ترویج و اعلائے شان این مقامات باعث رعب و اتقیاد الیشان است و بسا اعمال و افعال و اوضاع کہ در زمان سلف از مکروہات بودہ در آخر زمان از مستحسفات گشتہ ۔ (شرح سفر العادۃ، صفحہ ۲۷۲)

یعنی آخر زمانہ میں عوام کی کوتاہ نظری کے باعث ظاہری مصلحت مشائخ و بزرگان کے مزارات و مقابر کی تعمیر و ترویج کو دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کیا تا کہ اس کے باعث اہل اسلام اور نیکو کاروں کی بزرگی اور شوکت کا اظہار ہو خصوصاً ہندوستان (برصغیر) میں کہ دین کے دشمن ہنود و کفار بہت ہیں اور ان مقامات کی بلندی اور رواج ان کی اطاعت و رعب کا باعث ہے اور بہت سے اعمال اور افعال اور ترتیبیں کہ زمانہ سلف میں مکروہ تھیں آخر زمانہ میں مستحب ہو گئیں۔

قبور عوام کے احکام

من حیث القبر تعظیم اپنے مقام پر لیکن اس کے احکام، مزارات اولیاء کے احکام سے جدا ہیں۔ چنانچہ فقہاء نے لکھا کہ اگر قبر از قبور عوام ہے کہ نہ وہاں زائرین کا اثر دہام نہ ذکر و تلاوت کی دھوم دہام بلکہ محض صاحب کے لئے یہ اہتمام اور یہی داخل عرف عام اور یہ خیال، خیال خام ہے کہ اگر جنتی ہے تو در پیکر جنت کھلا ہے وہ اس اگر و نحوہ سے مستغنی ہے اور اگر معاذ اللہ صورت دیگر ہے تو استفادہ سے نفی اور اس اضاعت کا وبال مگر پر علاوہ بریں۔ یہاں کے قبرستان میں خالی از قبور جگہ ملنے پر بھی کوئی خبر نہیں نیز یہ صاحب قبر کے لئے قال بد ہے کہ آگ ہے اور آگ سے خدا ہر مسلمان کو محفوظ رکھے جس طرح کہ قبر پر پانی چھڑکنا قال حسن ہے۔

(۱) حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لمعات میں فرمایا

التغاول باستنزال الرحمت وغسل الخطایا وتطہیر الذنوب۔ (حاشیہ مشکوٰۃ، صفحہ ۱۲۳)

یعنی پانی قبر پر چھڑکنا نزول رحمت اور خطاؤں کے دھلنے اور گناہوں سے پانی ہونے کا قال ہے۔

(۲) اسی طرح قبر پر آگ لے جانا قال بد ہے۔ حضرت علامہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

باج الاجر اثر النار فیکره فی القبر للتشاور۔ (طحاوی علی سرائی الفلاح مطبوعہ مصر، صفحہ ۳۶۹)

یعنی پکی اینٹ قبر میں لگانا بد فالی کی بناء پر مکروہ ہے کہ پکی اینٹ میں آگ کا اثر ہے۔

جب اینٹ صرف آگ کا اثر پا کر قبر میں لگنے کے قابل نہیں رہی تو خود آگ کا وہاں لے جانا کس قدر نامبارک ہوگا۔

(۳) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت وفات اپنے صاحب زادے کو یہ وصیت فرمائی

اذا انا مت فلا تصبحنی نائحة ولا نار۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الدفن، صفحہ ۱۲۳)

یعنی جب میری وفات ہو جائے تو نہ میرے پاس کوئی نوحہ کرنے والی عورت رہے نہ آگ۔

(۴) حضرت سیدتنا اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ کو وصیت فرمائی جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے

موطا میں نقل فرمایا

اجمرو الثابی اذامت ثم حنطونی ولا تذروا علی کفنی حنطا ولا تبعون بنار۔

(مصنفی دہلوی شرح موطا مطبوعہ فاروقی دہلی، جلد ۱، صفحہ ۱۹۳)

یعنی جب میری وفات ہو جائے تو میرے کفن کو خوشبو کی دھونی دو مجھ پر خوشبو ملو لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ چھڑکوا اور میرے پیچھے آگ نہ بھیجو۔

(۵) موطا امام محمد میں حضرت سعید ابن ابی سعید مقبری سے مروی ہے

ان ابا هريرة نهى ان يتبع بنار بعد موته او بمجمرة في جنازته۔ (موطا امام محمد، صفحہ ۱۳۱)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کے آگ بھیجنے اور خوشبو جلانے سے منع فرماتے تھے۔

(۶) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ

علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح موطا امام محمد میں فرمایا

قال ابن عبد البر قدر روى النهی عن ذالك من حديث ابن عمر عن النبي ﷺ۔

(تنویر الحوالک مطبوعہ مصر، ۲۲۶ شرح موطا امام محمد)

یعنی حضرت علامہ محدث ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی ممانعت حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خود حضور ﷺ

سے مروی ہے۔

بزم فیضان اویسیہ

(۷) حضرت امام محمد تلیذ رشید سراج الامۃ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مستطاب موطا میں فرمایا

بهذا ناخذ وهو قول ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ (موطا امام محمد، صفحہ ۱۳۱)

یعنی ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے۔

(۸) ان ہی کی کتاب مستطاب کتاب الآثار میں ہے

ویجمرو وتر اولا ینکون اخر زاده الی القبر نارا تبیع به (الی ان قال) وهو قول ابی حنیفہ۔

(کتاب الآثار مترجم مطبوعہ اسٹیم پریس لاہور، ۷۶)

یعنی میت کے تختہ غسل کو تین یا پانچ بار دھونی دی جائے اور میت کا قبر کی طرف آخری توشہ آگ نہ ہو جو اس کے لئے بھیجی

جائے۔

(۹) موطا امام مالک میں حضرت یحییٰ سے مروی وہ فرماتے ہیں کہ

سمعت مالکا یکرہ ذلك۔ (تنویر الحواکک، ۲۲۶)

یعنی میں نے امام مالک سے سنا وہ بھی اسے مکروہ فرماتے تھے۔

(۱۰) فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وايقا والنار على القبور فمن رسوم الجاهلية والباطل والقرور كذا في المضمرة۔

(عالمگیری باب التعزیه، ۸۶)

یعنی قبروں پر آگ جلانا جاہلیت اور باطل و بیہودہ رسموں میں سے ہے۔ جیسا کہ مضمرات میں ہے۔

(۱۱) طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے

لا یکرہ الا جمار فیہ بخلاف القبر۔ (طحاوی مطبوعہ مصر، صفحہ ۳۶۹)

یعنی (مختہ غسل یا کفن کو دھونی دینے کے لئے) گھر میں خوشبو لگانا مکروہ نہیں بخلاف قبر (قبر پر خوشبو جلانا مکروہ ہے)۔

(۱۲) بنایہ شرح ہدایہ میں ہے

ویکرہ الا جمار بالنار عند القبر۔ (بنایہ المعروف بہ یعنی، جلد ۱، صفحہ ۱۱۲)

یعنی قبر کے پاس آگ سے خوشبو جلانا مکروہ ہے۔

(۱۳) حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عادت اہل جاہلیت بود کہ آتش ہمراہ میت می فرستادند تا بر آئے نجور و جزآن کار آید

(شرح المعانی، مشکوٰۃ مطبوعہ نوکسور لکھنؤ، جلد ۱، صفحہ ۷۳۳)

یعنی زمانہ جاہلیت والوں کی عادت تھی کہ میت کے ساتھ آگ بھیجتے تھے تاکہ خوشبو بخور و غیرہ جلانے کے کام آئے۔

(۱۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مصنفی شرح موطا میں لکھا

مکروہ است ہمراہ جنازہ بردن آتش را۔ (مصنفی، جلد ۱، صفحہ ۱۹۳)

یعنی جنازہ کے ہمراہ آگ بھیجنا مکروہ ہے۔

(۱۵) ان ہی نے مسوی شرح موطا میں لکھا

وعليه اهل العلم و كان ذلك من عمل الجاهلية۔ (مسوی بر حاشیہ مصنفی، جلد ۱، صفحہ ۱۹۳)

یعنی علماء کا اسی پر عمل ہے اور آگ لے جانا جاہلیت کا کام ہے۔



فائدہ

بعض لوگ خوشبو کے خیال پر اگر بتی اور لوبان سلگاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہاں قبر پر بجائے اگر بتی اور لوبان کے پھولوں کی خوشبو کریں اور پھول قبر پر ڈالیں کہ مقصود حاصل اور میت کے لئے بھی نافع

چه خوشبو بود کہ ہر آید ز یک کرشمہ دو کار

فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وضع الورد والریاحین علی القبور حسن۔ (عالمگیری، کتاب الکراہۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۱۰)

یعنی گلاب اور پھولوں کا قبر پر رکھنا اچھا ہے۔

حضرت فخر الدین محبت اللہ الحرمز الوجین شرح حص حسین میں فرماتے ہیں

نہادن گل وریاحین بر قبور حسین است زیرا چہ ماداحی کہ تراست تسبیح میکند و میت را از تسبیح

وے انس است کذا فی کنز العباد (الحرمز الوجین مطبوعہ نولکشور لکھنؤ، صفحہ ۳۶۴)

یعنی گلاب اور پھولوں کا قبر پر رکھنا اچھا ہے کہ جب تک تر ہیں تسبیح کرتے ہیں اور میت کو اس کی تسبیح سے انس ہوتا ہے۔

جیسا کہ کنز العباد میں ہے۔

فائدہ

قبور پر پھول وغیرہ رکھنے کے ثبوت کے لئے فقیر کا رسالہ ”مزارات پر پھول ڈالنا“ پڑھئے۔

www.خیبرخواہانہ.مشورہ

اہل سنت اہل قبور سے پیار رکھتے ہیں اور اہل مزارات کے تو عشاق ہیں اسی لئے نجدیوں نے ان کا نام قبوری

مذہب رکھا ہے حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ اولیاء اللہ اہل سنت کے نزدیک اپنے اپنے مزارات میں برزخی حیات سے

زندہ ہیں۔ اسی لئے ان کی عقیدت و محبت اسی طرح قائم ہے جیسے ان کے دنیوی زندگی میں تھی اور عام اہل قبور بھی اپنی قبور

میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ انہیں اہل دنیا کی استغفار، دعا و خیرات و صدقات اور قرآنی خوانی سے ایصال

ثواب کی بڑی ضرورت ہے۔ جو بھی ان کے ساتھ خیر خواہی یا محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو لوبان اور اگر بتی و لوبان سے

فائدہ کے بجائے نقصان ہے۔ ہاں اسی خرچہ کے مطابق شرعی وغیرہ پر ختم دلا کر ان کے لئے ایصال ثواب کرے یا کم از

کم سورۃ اخلاص تین مرتبہ یا گیارہ مرتبہ یا قرآن مجید کامل ختم یا بعض سورتیں مثلاً سورۃ یسین، سورۃ ملک، سورۃ مزمل وغیرہ

پڑھ کر اس کی روح کو ثواب بخشے۔ اس سے اہل قبر کو اگر عذاب میں مبتلا ہے تو عذاب سے نجات ملے گی اور اسے قبر میں ثواب ڈھیروں ڈھیر نصیب ہوگا جس سے وہ قبر میں آسودگی اور آرام پائے گا۔ چند روایات و حکایات عرض ہیں۔

فرمان حبیب خدا ﷺ

احمد و طبرانی و بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کا واقعہ نقل کر کے روایت کی
 سبح النبی ﷺ ثم کبر و کبر الناس قالو یا رسول اللہ لم سبحت قال لقد تضایق علیٰ ہذا الرجل

الصلح قبرہ حتی فرج اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی بعد دفن حضور ﷺ نے سبحان اللہ سبحان اللہ فرمایا پھر اللہ اکبر حضور ﷺ نے بھی فرمایا اور دیگر حضرات نے بھی، لوگوں نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ ﷺ تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی۔ ارشاد فرمایا کہ اس صالح بندے پر قبر جگ ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ نے قبر کو کشادہ فرمایا۔

اس کی شرح میں علامہ طیبی فرماتے ہیں

ای صاڈت مکبر و تکبرون و اسبح و تسبحون حتی فرجہ اللہ۔

یعنی ہم اور تم لوگ تسبیح و تکبیر کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے قبر کشادہ فرمادی۔
 رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

ما من شیء انجی امن عذاب اللہ من ذکر اللہ۔

(رواہ الامام احمد عن معاذ بن جبل و ابن ابی الدنیا و البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ عنہم)
 یعنی اللہ کے ذکر سے کوئی شے بڑھ کر نہیں جو قبر کے عذاب سے امن و قرار بخشنے۔

فائدہ

حدیث سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح ہوا کہ صرف سبحان اللہ کہنے سے قبر کی تنگی کشادگی سے بدل گئی پھر اس خوش قسمت اہل قبر سے بڑھ کر اور کون ہوگا جس کے لئے قرآن مجید یا چند سورتیں یا کم از کم سورہ اخلاص چند بار پڑھ کر ایصال کیا جائے یا اس کے لئے خیرات و صدقات کا ثواب بخشا جائے۔

اگر بتی لو بان سے بڑھ کر مذکورہ بالا طریقہ مفید ہوا بلکہ اگر بتی و لو بان تو الٹا کراہت کی وجہ سے اہل قبر کو نقصان

قبوری مذہب

اگر نجدیوں نے طعن کے طور پر اہل سنت کو قبوری مذہب ملقب کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی قبوری مذہب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جاری ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خلال نے جامع میں شعبی سے روایت کی کہ ایک انصاری میں سے کوئی انتقال کر جاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور)

سورۃ اخلاص

ابو محمد سمرقندی نے سورۃ اخلاص کے فضائل میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مُردوں کو بخش دیا تو مُردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

سورتوں کا فائدہ

ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور **الہکم النکائر** پڑھی پھر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کی شفا رکھیں گے۔

قبر میں ثواب کی تقسیم

قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کی انہوں نے کہا حماد بنی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہوگئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

www.FaizahmedOwaisi.com

سورۃ یسین کا فائدہ

عبدالعزیز جو خلال کے ساتھی انہوں نے روایت کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں **”یسین“** پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرما دے گا اور پڑھنے والے کو مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ

قرطبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ **”اپنے مُردوں کے پاس یسین پڑھو“** دو احتمال رکھتی ہے۔ ایک تو یہ کہ مرتے وقت اور دوسرا یہ کہ قبر پر۔ پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبد الواحد مقدسی کا ہے اور ہمارے علمائے متاخرین میں سے محبت طبری نے اس کو عام رکھا۔ امام غزالی نے احیاء میں اور عبدالحق نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرتے ہوئے عاقبت

میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ فاتحہ معوذتین اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل قبر کو پہنچا دو کیونکہ یہ پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور)

قرطبی نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میت کو سننے کا ثواب ہے۔ اسی لئے تو نص قرآنی کے بموجب قرآن سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچا دے۔ حنفیوں کے فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے۔ ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیونکہ خدا ہر جگہ کی قرأت سننے والا ہے اور ثواب ہر جگہ سے پہنچتا ہے۔

میرے رکھ سدا فیض

منکرین ایصال ثواب کا رد

بعض لوگ سرے سے اہل قبور کے لئے ایصال ثواب کے ہی منکر ہیں ان کے رو میں علامہ قرطبی نے کہا کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ ﷺ نے ایک تر شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ خطاب نے کہا کہ علی نے اس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں سرسبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں۔ خدا کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو مؤمن قبر کے پاس اگر قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہوگا۔ پھر قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل یہی ہے یوں قبر پر پھول ڈالنا، سبز ٹہنیاں رکھنا وغیرہ۔ اور ابن عساکر نے حماد بن سلمہ کی سند سے روایت کیا کہ ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ ایک قبر پر گزرے قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے ایک ٹہنی اس پر لگادی اور فرمایا کہ امید ہے اس سے عذاب کی کمی ہو۔

www.FaizAhmedOwaisi.com

بہر حال اموات کے لئے اجر و ثواب کے اسباب بنانے چاہئیں تاکہ انہیں عذاب سے تخفیف یا رفع درجات ہو۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیہ القاوری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۶ ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ